www.KitaboSunnat.com

قاری محمد ادریس العاصم ☆

حدیث سبعة أحرف اور اس کا مفہوم

تمام تعریفات اللہ رب العلمین کے لئے جس نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے قرآن مجید نازل کیا اور درود سلام ہوں نبی ﷺ کی ذات مقدسہ پر جنہوں نے اپنی اُمت کی آسانی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت طلب فرمائی۔

یہ سات حروف تا قیامت نہ صرف باقی رہیں گے بلکہ ان کے معانی ومفاہیم اور طرق ادا بھی محفوظ و مامون رہیں گے۔ اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر گوشے اور ہر دور میں لاکھوں افراد پیدا فرمائے جنہوں نے ودیعت کردہ تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمتِ قرآن کا حق اَدا کیا۔ یوں ان کی خدماتِ جلیلہ کی وجہ سے آج تواتر کے ساتھ قرآن مجید بغیر کمی وزیادتی کے ہم تک پہنچا۔

قرآن مجید رشد وہدایت کا منبع اور ماخذ ہے۔ مسلمان تمام تر معاملات میں اسی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اعداء اسلام کی روز اوّل سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ کسی طرح مسلمانوں کو اس کتاب ہدایت سے دور کرسکیں۔ اس لیے کبھی تو انہوں نے اسے اختراع محمد ﷺ کہا اور کبھی گذشتہ اقوام کی کہانیاں۔

مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ یہ اعتراضات نیا سے نیا روپ دھارتے رہے انکارقرآن کے لئے کبھی فتنہ انکار حدیث اٹھایا گیا کبھی جمع وتدوین قرآن کے کام کو مشکوک ٹھہرایا گیا، کبھی حدیث سبعہ احرف کی موضوع قرار دیا گیا اور کبھی قراءات قرآنیہ کو اختراع قراء کہا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حفظ وضمانت کا وعدہ پورا کرتے ہوئے ہر زمانہ میں ایسے ہی ابطال جلیل اور دین کے داعی علماء پیدا فرمائے جنہوں نے دفاعِ قراءت کا بیڑا اٹھایا انہوں نے تمام قرآنی علوم کو فرداً فرداً نکھار کر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

زیرنظر مضمون میں ہم سبعۂ احرف کے متعلق اپنا نقطۂ نظر واضح کریں گے، مگر اس سے پہلے چند ایسی اَحادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو احرف سبعہ کے منزل من اللہ ہونے اور اس کی وضاحت میں قطعی حیثیت کی حامل ہیں۔

حدیث نمبر ①

”عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان فى حياة رسول الله ﷺ فاستمعت بقراءته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أن أساوره فى الصلوٰة فتصبرت حتىّٰ سَلَّمَ، فلببته بردائه فقلت من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأ قال أقرأنيها رسو ل الله ﷺ فقلت له كذبت فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إنى سمعت هذا يقرأ سورة

☆ مدیر المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن، جامع مسجد لسوڑی والی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفرقان على حروف كثيرة لم تقرئنيها فقال أرسله، إقرأ يا هشام! فقرأ القراء ة التى سمعته فقال رسول الله ﷺ كذلك أنزلت، ثم قال اقرأ يا عمر فقرأت القرأء ة التى أقرأنى فقال كذلك أنزلت، إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاء و ما تيسر منه"

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو کئی ایسے حروف پر سورۃ الفرقان (نماز میں) پڑھتے ہوئے سنا، جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں نماز میں ان پر لپکتا، مگر میں نے ان کے سلام پھیرنے تک انتظار کیا (جب انہوں نے سلام پھیرا) تو میں نے ان کے گلے میں انہی کی چادر کو کھینچتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ مجھے اللہ کے نبی ﷺ نے پڑھائی ہے میں نے کہا تم غلط کہہ رہو کیونکہ مجھے نبی ﷺ نے یہ سورت اورطرح پڑھائی ہے میں انہیں کھینچتا ہوا آپ ﷺ کے پاس لے آیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہشام رضی اللہ عنہ سورۃ الفرقان کو کئی ایسے حروف (یعنی قراءات) پر پڑھ رہے تھے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے آپ ﷺ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو اور آپ نے ہشام کو تلاوت کا حکم فرمایا انہوں نے ویسے ہی قراءت کی جس طرح میں نے سنی تھی آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ ''یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے'' پھر آپ ﷺ نے مجھے تلاوت کا حکم دیا تو میں نے اسی طرح پڑھ دی جس طرح آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اسی طرح نازل ہوئی'' یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے جو آسان لگے اسے پڑھ لو'' [متفق عليه]

حدیث نمبر ۲

"عن أبى بن كعب قال كنت فى المسجد فدخل رجل يصلى فقراء قراء ةً أنكرتها عليه ثم دخل اٰخر فقرأ قراء ةً سوى قراء ة صاحبه فلما قضينا الصلوٰة دخلنا جميعا على رسو ل الله ﷺ فقلت إن هذا قرأ قراء ةً أنكرتها عليه ودخل آخر فقرأ سوى قراء ة صاحبه فأمرهما النبى ﷺ فقرأ فحسن شأنهما فسقط فى نفسى من التكذيب ولا إذ كنت فى الجاهلية فلما راٰى رسول الله ﷺ ما قد غشينى ضرب فى صدرى ففضت عرقاً فكانما أنظر إلى الله تعالىٰ فرقًا، فقال لى يا أبى ارسل الى ان اقرأ القران على حرف فرددت إليه أن هون على أمتى فرد إلى الثانية اقرأه على حرفين فرددت إليه أن هون على أمتى فرد إلى الثالثة اقرأه على سبعة أحر ف فلك بكل ردة رددتكها مسألةً فقلت اللهم اغفر لامتى، اللهم اغفر لامتى واخّرت الثالثة ليوم ير غب إلى الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام"

''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا تو ایک آدمی آیا وہ نماز پڑھنے لگا اس نے ایسی قراءت کی جسے میں نے درست نہیں سمجھا پھر ایک دوسرا آدمی آیا اس نے اس کے خلاف قراءت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے میں نے کہا بے شک اس نے ایسی قراءت کی ہے جسے میں نے درست نہیں سمجھا، اور دوسرا آیا تو اس نے پہلے کے خلاف قراءت کی، آپ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے پڑھا تو آپ نے ان دونوں کی توثیق کی، میرے دل میں تکذیب کا وسوسہ پیدا ہوا جو کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی نہ تھا، جب آپ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں پسینہ پسینہ ہو گیا، گویا کہ خوف کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابی! میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک طریقہ پر پڑھوں میں نے تکرار کی کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری امت پر آسانی فرمائیں! دوسری مرتبہ میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو دو طریقوں (قراءتوں) پر پڑھوں، میں نے تکرار کی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے! تیسری مرتبہ میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو سات قراءتوں پر پڑھوں، جتنی مرتبہ آپ نے سوال کیا ہر ایک میں ایک عطا کرتا ہے تو میں نے کہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس (قیامت کے) دن تک موخر کر دیا ہے جب لوگ میری طرف (سفارش کی) خواہش کریں گے۔حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔'' [صحیح مسلم:]

حدیث نمبر ۳

عن أبی بن کعب قال لقی رسو ل اللهﷺ جبرائیل فقال یا جبرائیل إنی بعثت إلی أمة أمیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریة والرجل الذی لم یقرأ کتاباقط قال یا محمدﷺ إن القرآن أنزل علی سبعة أحر ف .

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی فرمایا اے جبرائیل! بے شک میں ایک ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں ان میں بوڑھے، بوڑھیاں، بچے، بچیاں اور ایسے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی وہ کہنے لگے۔اے محمد ﷺ! بیشک قرآن سات قراءتوں پر اتارا گیا ہے۔'' [سنن الترمذی:]

وفی روایة: لاحمد وأبی داؤد قال لیس منهم إلا شاف کاف وفی روایة للنسائی قال إن جبرائیل ومیکائیل أتیانی فقعد جبرائیل عن یمینی ومیکائیل عن یساری فقال جبرائیل اقرأ القرآن علی حرف قال میکائیل استزده حتی بلغ سبعة أحرف فکل حرف شاف کافٍ

''اور احمد، ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک شافی اور کافی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے فرمایا بے شک جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو جبرائیل علیہ السلام میری دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام میری بائیں طرف بیٹھ گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک قراءت کے مطابق آپ قرآن پڑھیں، میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان سے زیادہ مطالبہ کرو حتی کہ سات قراءتوں تک پہنچا اور ان میں سے ایک قراءت شافی اور کافی ہے۔''

حدیث نمبر ۴

وعن ابن مسعود قال سمعت رجلاً قرأ وسمعت النبی یقرأ خلافها فجئت النبیﷺ فأخبرته فعرفت فی وجهه الکراهیة فقال:« کلاکما فلا تختلفوا فإن من کان قبلکم اختلفوا فهلکوا»[صحیح بخاری:]

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی ﷺ کو اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا میں اسے آپ ﷺ کے پاس لے گیا میں نے آپ کی خبر دی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر (اعتراض کی وجہ سے) کراہت محسوس کی، فرمایا تم دونوں اچھا پڑھنے والے ہو پس تم اختلاف نہ کرو، بے شک تم سے پہلے لوگ نے جب اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔''

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عباس قال إن رسول اللهﷺ قال أقرأنی جبرائیل علی حرف فراجعته فلم أزل أستزیده ویزیدنی حتی انتهی إلی سبعة أحرف قال ابن شهاب بلغنی أن تلک السبعة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الاحرف إنما هی فی الامر تکون واحداً لا تختلف فی حلال و لا حرام[متفق علیہ]

’’عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک قراءت پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے تکرار کیا، میں ان سے زیادہ آسانی طلب کرتا رہا، اور مجھے زیادہ آسانی دیتے رہے حتی کہ سات قراءتوں تک پہنچے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سات حروف (قراءتیں) امور میں متفق ہیں جو حلال وحرام میں اختلاف نہیں کرتیں۔‘‘

حدیث نمبر ۶

عن أبی بن کعب أن النبی ﷺ کان عند إضاء ة بنی غفار فأتاه جبرائیل فقال إن الله یأمرك أن تقریء أمتك القرآن وإن أمتی لا تطیق ذلك ثم أتاه الثانیة فقال إن الله یأمرك علی حرفین فقال ﷺ... ثم جاء ه الثالثة فقال اسأل الله معافاته ... ثم جاء ه الرابعة إن الله یأمرك ... علی سبعة أحرف فأیما حرفٍ قرء وا علیه فقد أصابوا[صحیح مسلم:۱۹۰۳، سنن أبوداؤد:۱۴۷۷]

’’حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ اضاءۃ بنی غفار کے پاس تھے آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یقیناً اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیے، آپ نے فرمایا میں اللہ سے معافی اور بخشش کا سوال کرتا ہوں، میری امت (ایک حرف) پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، دوسری دفعہ کہا ہے بے شک یہ اللہ کا حکم ہے کہ دو حرفوں پر پڑھائیے آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ آئے تو تین حروف پڑھنے کا کہا۔ آپ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ چوتھی بار آئے تو کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو سات حروف پر قرآن پڑھائیے۔ پس جو بھی وہ حرف پڑھیں گے، درستگی کو پالیں گے۔

حدیث سبعہ احرف پر بحث

اس حدیث کو محدثین نے متعدد طرق سے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اقوال آئمہ پیش کیے جاتے ہیں۔

① امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ حدیث سبعہ احرف متواتر ہے اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔[فضائل القرآن:۳۸]

② امام محمد بن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’کہ اس حدیث کو تقریباً سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے باختلاف الفاظ نقل کیا ہے اور چند مشور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔‘‘

اسمائے صحابہ

عمر بن خطاب، ہشام، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری، حذیفہ بن یمان، ابوبکرۃ، عمرو بن عاص، زید بن ارقم، انس، سمرۃ بن جندب، عمر بن ابی سلمی، ابوجہم، ابوطلحہ، ام ایوب انصاریہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین[النشر فی القراء ات العشر:۲۱/۱]

③ امام ابوشامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’المرشد الوجیز‘ میں سبعہ احرف کی تمام روایات کو جمع کیا ہے اور یہ اہتمام مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث سبعہ اُحرف صحابہ کے ہاں بھی متواتر تھی

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں منبر پر کھڑے ہوکر صحابہ کرام سے پوچھا میں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے یہ الفاظ:

''إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف كلها شاف كاف''

نبی ﷺ سے سنے ہیں وہ کھڑا ہو جائے، اس پر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کھڑی ہوگئی کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہو گیا آخر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر گواہی دی۔ [مسند أبي يعلي، مسند عثمان:۹]

گویا کہ کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی اس لحاظ سے یہ ان کے ہاں تواتر کا درجہ رکھتی ہے۔

لہٰذا اس حدیث میں لفظی ومعنوی دونوں طرح تواتر موجود ہے۔

اَحادیث سبعہ احرف سے ثابت شدہ مسائل

مذکورہ اَحادیث سے اِن مسائل کی وضاحت ہوتی ہے:

مسائل	دلیل	حوالہ
⊙ اختلاف قراءات منزل من اللہ ہے	إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف	حدیث نمبر۱
⊙ قراءات بحکم الٰہی نازل ہوئیں	إن الله يأمرك أن تقرأ أمتك القرآن على سبعة أحرف	حدیث نمبر۶
⊙ حروف اور قراءات ایک ہی چیز کے دومختلف نام ہیں	قال عمر إني سمعت هذا يقرأ على حرف كثيرة فقرأ القراء ة التي سمعته	حدیث نمبر۱
⊙ سبعۃ احرف سے مراد تعدد نہیں بلکہ معین عدد مراد ہے۔	حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر۲
⊙ صحابہ کرام کا اختلاف نطق اور ادائیگی میں تھا نہ کہ تغیر احکام میں	حدیث عمر رضی اللہ عنہ و ہشام رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر۱
⊙ آپ ﷺ نے صحابہ کو مختلف تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھایا	حدیث نمبر۱	حدیث نمبر۱،۲
⊙ قرآن کی صحت اور حفاظت کے میں صحابہ نہایت بیدار مغز تھے	اَحادیث مخاصمات صحابہ	حدیث نمبر۱،۲
⊙ صحابہ کرام قرآن مجید کو نہایت غور وفکر، تدبر اور شوق سے سنتے تھے	فقال عمر فاستمعت له	حدیث نمبر۱
⊙ تنوع قراءات میں آسانی ہے۔	فاقرء و ماتيسر منه	حدیث نمبر۱،۲،۳
⊙ قرآن کو کئی طرح کے تلفظ سے پڑھنا		

رُشد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی خواہش اور دعا کا ثمرہ ہے	حدیث ابی بن کعب، حدیث ابن عباس	حدیث نمبر ۶
⦿ منقول اختلاف قراءات کو سبب نزاع نہ بنایا جائے	لا تختلفوا	حدیث نمبر ۴
⦿ نزاع کی صورت میں معاملہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹایا جائے	حدیث مخاصمات صحابہ	حدیث نمبر ۱، ۲، ۳
⦿ دلیل آنے کے بعد نزاع ختم ہونا چاہیے	احادیث مخاصمات صحابہ	حدیث نمبر ۱، ۲
⦿ نبی نے جبرائیل علیہ السلام سے تلقی کے ساتھ قراءات حاصل کیں	قال اقرأني جبرائيل	حدیث نمبر ۵
⦿ قراءات کو پڑھنا اور پڑھانا اللہ کا حکم ہے	إن الله يامرك ان تقرىء القرآن	حدیث نمبر ۶
⦿ قراءات کو نماز میں بھی پڑھا جا سکتا ہے	حدیث عمر و حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۲، ۳، ۶
⦿ آسانی تلفظ کی دعا نبی ﷺ نے متعدد جگہ اور مواقع پر فرمائی	احادیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲، ۳، ۶

'حرف' کا معنی باعتبار لغت

لغوی اعتبار سے حرف تقریباً چھ معانی میں استعمال ہوا ہے، حافہ، ناحیہ، وجہ، طرف، حد کسی چیز کا ٹکڑا۔

[لسان العرب: ۴۱/۹، ۴۲ تحت لفظ الحرف، القاموس المحیط: ۶۲۲/۱، ۶۲۳، تحت لفظ الحرف]

نوٹ: لفظ 'حرف' جو احادیث سبعہ احرف میں وارد ہو رہا ہے اس کی مزید تشریح و توجیہ ان شاء اللہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

نکتہ: یاد رہے کہ سبعہ احرف کی تعبیر مختلف ائمہ نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

① سبعہ اَوجہ ② سبعہ لغات ③ سبعہ قراءات

ان تینوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ مزید وضاحت آگے آ رہی ہے (ان شاء اللہ) ہمارے زمانے میں سبعہ احرف سے مراد سات قراءات یا کلمات میں (سات طرح کا تغیر) مشہور ہو گیا ہے۔

سبعہ اَحرف کی وضاحت میں اَقوال کا اختلاف اور اس کا حل

سات حروف کی وضاحت میں اہل علم کے ہاں مختلف اقوال ملتے ہیں:

① تعدد

کچھ کے ہاں سبعہ اَحرف سے تعدد مراد ہے۔

رد: یہ قول محل نظر ہے، کیونکہ یہ حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث سبعہ میں لفظ سبعة سے مراد معین عدد ہے تعدد ہرگز نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

④ أقسامِ احکام

کچھ نے سبعہ احرف سے مختلف قسم کے احکام مراد لیے۔اس طرح کے اقوال کی تعداد ۴۰ کے لگ بھگ ہے۔

رد: یہ قول بھی حدیث سبعۃ کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ مخاصمات صحابہ والی حدیث میں قراءت کا پڑھنا نماز کی حالت میں ہے اور نماز میں قرآن کے متن کی تلاوت ہوتی ہے نہ کہ تفسیر بیان کی جاتی ہے اور نہ اس طرح کی کوئی اورتشریح جیسا کہ مسئلہ نمبر ۴ کے تحت یہ بات گزری چکی ہے۔

گویا کہ صحابہ کرام کا نزاع کلمات میں تلفظ کے تغیرات پر تھا نہ کہ تفسیر و احکام میں۔ لہٰذا یہ قول بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔

⑤ مرویات أئمہ سبعہ

بعض کو غلط فہمی اس حد تک لگ گئی ہے کہ سبعۃ اَحرف سے مراد سات قراء کی قراءات ہیں یا ان کی مرویات ہیں۔

رد: یہ قول تو انتہائی مردود ہے وجہ واضح ہے کہ نبی ﷺ نے 'سبعۃ احرف' والی اَحادیث میں سات مشہور قاری مراد نہیں لیے تھے۔ یہ قراء تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ گویا آپ ﷺ کے فرمان سے مراد کلمات میں تغیر بالاداء والنطق تھا نہ کہ قراء سبعہ۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"لا نزاع بين العلماء المعتبرين أن الأحرف السبعة التى ذكر النبى ﷺ أن القران أنزل عليها ليست هى القراء ات القراء السبعة المشهورة"

''اس بات میں اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں کہ جن احرف سبعہ کو نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے اس سے مراد مشہور قراء سبعہ کی قراءات نہیں ہیں۔'' [دقائق التفاسير:۱/۶۸]

اس بات کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ قراء سبعہ کی قراءات ہی سبعہ احرف نہیں بلکہ یہ بھی سبعہ احرف ہیں قراءات قراء سبعہ، سبعہ احرف کے تابع ہیں نہ کہ سبعہ احرف ان کا تابع ہے۔

سبعہ احرف کے متعلق راجح اَقوال

اہل علم کے ہاں جمہور علماء کے اَقوال درست اور صحیح سمجھے جاتے ہیں۔

- حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"إن المراد بالسبعة، سبعة أوجهٍ من المعانى المتفقة بالفاظ مختلفة"

''سبعۃ اَحرف سے مراد (پڑھی جانے والی) سات وجوہ ہیں کہ جو الفاظ (یعنی تلفظ و ادا اور نطق میں) مختلف ہیں اور معانی میں اتفاق رکھتی ہیں۔ [عون المعبود:۱/۵۵۰]

لغت میں حرف کا معنی وجہ ہے لہٰذا حرف اور وجہ کہنے میں کوئی تضاد نہیں۔

- امام خلیل الفراهيدى النحوى رحمہ اللہ:

''احرف سبعۃ سے مراد قراءات ہیں۔'' [البرهان فى علوم القرآن:۱/۲۱۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

◉ امام ابو داؤد رحمہ اللہ:

''امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کی کتاب ابو داؤد شریف میں حدیث سبعہ احرف لانے کے لئے باب اس طرح قائم کیا ہے۔''

"أبواب القراءات عن رسول الله ﷺ"

معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے ہاں سبعہ احرف سے مراد قراءات قرآنیہ ہے۔

◉ امام نووی رحمہ اللہ:

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث سبعہ احرف سے مراد اداءِ کلمات کی کیفیت ہے جیسے ادغام، اظہار، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد وقصر، کیونکہ اہل عرب کے ہاں مختلف لغات تھیں اور اللہ نے انہیں اجازت دی کہ جو ان کی لغت کے موافق ہو وہ پڑھیں تاکہ ان کی زبانوں پر آسانی ہو۔[عون المعبود:۵۴۹/۱]

◉ علامہ سندی رحمہ اللہ:

''سبعہ احرف سے مراد سات مشہور فصیح لغات ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصاحف میں جمع کیا تاکہ لوگ اختلاف میں نہ پڑیں۔اور قرآن مجید کی تکذیب نہ کریں۔'' [عون المعبود:۵۵۰/۱]

◉ مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ:

"إن الأحرف السبعة التي نزل بها القران هي لغات متفرقة في القران"

''بے شک وہ سبعۃ احرف جن پر قرآن نازل ہوا وہ متفرق لغات ہیں۔جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔''[الابانة:۱۷]

اَقوالِ ائمہ ذکر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سبعۃ احرف کو بعض نے (سبعة أوجه) اور بعض نے (سبعة لغات) اور بعض نے (سبعة قراءات) کہا۔ان تینوں شروح یا تینوں ناموں میں بظاہر الفاظ کا تو فرق ہے البتہ مفہوم ایک ہی ہے گویا یہ اہل علم کی اصطلاحات ہیں۔

یعنی من حیث التلاوۃ ان کو قراءات کہا جاتا ہے۔چونکہ لفظ قراءۃ مصدر ہے جس کا معنی ہے پڑھنا۔تو اسی مناسبت سے احرف سبعہ کو قراءات کا نام دے دیا گیا۔اور''من حيث اللغة العربية''ان کو لغات کہتے ہیں جیسا کہ مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ نے''الكشف عن وجوه القراءات''میں جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھا ہے۔

بِرَبْوَةٍ عاصم رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے بفتح الراء پڑھا ہے۔بِرُبْوَةٍ نافع، ابن کثیر، ابو عمرو، حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ نے بضم الراء پڑھا ہے۔

مکی رحمہ اللہ نے کہا (وهما لغتان مشهورتان) وہ دو مشہور لغتیں ہیں۔

اور کئی دیگر مواقع پر ایسا ہی لکھا ہے۔

اسی طرح ابن عبد البر رحمہ اللہ نے سبعہ اوجہ حرف بمعنی 'وجہ' کہہ کر سبعة أحرف کی تشریح کی ہے۔

ان تینوں میں کوئی منافات نہیں۔

آئمہ کے تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے سبعہ احرف کی تعریف اس طرح کریں گے۔

"اوجه مقروءٌ مختلفة لا تزيد عن السبعة"

''سات پڑھی جانے والی وجوہ جو (تلفظ وادا میں) مختلف ہیں اور سات سے زیادہ نہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث ومقری امام ابن جزری رحمہ اللہ کی تشریح

موصوف قراءات میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہیں فرماتے ہیں:
کہ میں حدیث سبعہ احرف پر تیس سال تک جستجو میں لگا رہا ہوں اس کے بعد تمام صحیح اور شاذ قراءات کو سامنے رکھا تو معلوم ہوا کہ ان قراءات میں تلفظ واَدا کے لحاظ سے سات طرح کا تغیر وتبدل ہوتا ہے۔

① اَسماء میں واحد، تثنیہ جمع کا اختلاف

مثالیں: فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ	فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ	[البقرۃ:۱۸۴]
فاصلحوا بين اخويكم	فاصلحوا بين اخوتكم	[الحجرات:۱۰]
اٰية للسآئلين	آيات للسآئلين	[یوسف:۷]

② افعال میں ماضی، مضارع اورامر کا اختلاف

مثالیں: تَطَوَّعَ خَيْرًا	يَطَّوَّعْ خَيْرًا	[البقرۃ:۱۵۸]
رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا	رَبَّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا	[النساء:۱۹]
قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ	قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ	[الانبیاء:۴]

③ نقص وزیادہ کا اختلاف

مثالیں: سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ	وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ	[آل عمران:۱۵۳]
يَا بُشْرَايَ هٰذَا غُلَامٌ	يَا بُشْرٰى هٰذَا غُلَامٌ	[یوسف:۱۹]
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ	تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	[التوبہ:۱۰۰]

④ وجوہِ اعراب کا اختلاف

مثالیں:

لا تسئل عن أصحب الجحيم	لا تسئل عن اصحب الجحيم	[البقرۃ:۱۱۹]
لا يضآرَّ	لا يضآرُّ	[النساء:۲۲۸]
فتلقّٰى اٰدمُ من ربه كلماتٍ	فتلقّٰى اٰدمَ من ربه كلماتٌ	[البقرۃ:۳۷]

⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف

مثالیں: قُتِلُوا وَقَٰتَلُوا	قٰتلوا وَقُتِلُوا	[آل عمران:۱۹۵]
فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ	فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ	[التوبۃ:۱۱۱]
وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ	وَنَآءَ بِجَانِبِهٖ	[الاسراء:۸۳]

⑥ اختلاف بالابدال (بالبدل)

مثالیں: كَيْفَ نُنْشِزُهَا	كَيْفَ نُنْشِرُهَا	[البقرۃ:۲۵۹]
فَتَبَيَّنُوْا	فَتَثَبَّتُوْا	[النساء:۴۳]
فَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ	[الشعراء:۲۱۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ لہجات کا اختلاف

اس سے فتح امالہ، تسہیل، تحقیق، تفخیم، ترقیق اور قبائل عرب کی لغات مراد ہیں۔

ساتواں اختلاف جو لہجات کا ہے وہ ماہر استاذ سے سننے کے بعد بھی سمجھ آسکتا ہے، کیونکہ یہ کتابت کے ذریعہ بالکل واضح نہیں ہوسکتا اس کا تعلق تلقی کے ساتھ ہے۔قراءات میں سارا انحصار تلقی پر ہوتا ہے۔

نوٹ: جن لوگوں نے لفظ لغات استعمال کیا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تمام اختلافی کلمات کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس میں مرادفات وغیرہ کا اختلاف تعداد میں کم اور لغات متفرقہ کا اختلاف زیادہ تعداد میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے انہوں نے جمیع اختلاف پر لغات کا لفظ بول دیا۔تلقی پر مفصل بحث عنقریب آئے گی۔ اِن شاءاللہ

بزبان رسول ﷺ سبعہ احرف کی تشریح نہ ہونے کی وجہ

آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر (سبعہ احرف) کے الفاظ مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر فرمائے، لیکن سبعة أحرف کی وضاحت کسی ایک موقع پر بھی ثابت نہیں نہ کسی صحابی نے اس کے متعلق کوئی سوال کیا۔

اس کی وجہ واضح طور پر یہ نظر آرہی ہے کہ جو بات لوگوں کے ہاں معروف ہوا کرتی ہے اس کی وضاحت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ تحصیل حاصل ہوتا ہے چونکہ نبی ﷺ کی مراد سبعة أحرف کے الفاظ میں کلمات میں پایا جانے والا تلفظ وادا کا اختلاف تھا۔لہٰذا آپ ﷺ نے وضاحت نہ فرمائی۔ چونکہ صحابہ کرام بھی اس کا مفہوم سمجھتے تھے، لہٰذا انہوں نے سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اگر یہ معاملہ اس طرح نہیں تھا تو ڈائریکٹ منصب نبوت پر الزام آئے گا کہ آپ ﷺ نے (بلغ ما أنزل......) کے خلاف کیا ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کے بارے میں ایسا کہنا تو درکنار سوچنا بھی خارج از اسلام ہونے کے برابر ہوگا۔آپ ﷺ نے ہر بات کی وضاحت فرمائی ہے جو بات عند الناس مشہور تھی اس کی وضاحت کوئی ضروری نہیں ہوتی۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام کو لفظ 'ظلم' کا مفہوم سمجھ نہ آیا تو انہوں نے فوراً نبی ﷺ سے سوال کر کے وضاحت پوچھ لی، لیکن سبعة أحرف کے متعلق کبھی کوئی سوال نہ کیا۔چونکہ وہ اس کا مفہوم اور اس کی مراد سے بخوبی واقف تھے۔

لغات کے نزول کے ساتھ دیگر اختلافی تلفظ اور مرادفات کا نزول

نبی ﷺ نے آسانیٔ اُمت کی دعا لغات کے اختلاف کی وجہ سے فرمائی، لیکن لغات مختلفہ میں آسانی کی اجازت کے ساتھ ساتھ دیگر کئی چیزیں بھی نازل کردی گئیں، مثلاً بعض جگہ مرادفات کا استعمال کیا گیا۔اس کی توجیہ یہ ہے:

① کچھ اختلافات کے نزول کا مقصد کلام الٰہی کو فصاحت و بلاغت کا نمونہ ثابت کرنا ہے۔

② کچھ اختلافات تفسیری کلام ومسائل کی وضاحت کے لئے استعمال ہوئے۔جیسے لِاَهَبَ لِيَهَبَ

آیت: ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰماً زَكِيًّا﴾ [مریم:۱۹]

﴿لِيَهَبَ لَكِ غُلٰماً زَكِيًّا﴾ [مریم:۱۹]

لِاَهَبَ والی قراءت میں فرشتہ اپنی طرف نسبت کر کے مریم علیہا السلام کو کہہ رہا ہے کہ

''میں تجھے پاکباز لڑکا عطا کروں گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور دوسری قراءت بصیغہ واحد مذکر غائب ہونے کی وجہ سے مفہوم یہ نکلے گا ''وہ اللہ تجھے پاکباز لڑکا عطا کرے گا۔'' اگرچہ واحد متکلم والی قراءت میں فرشتے کی طرف نسبت مجازی ہے ممکن ہے کوئی باطل عقیدہ شخص اس سے غلط مفہوم اخذ کر لیتا کہ اگر فرشتہ مریم کو بیٹا عطا کر سکتا ہے تو کیا آج کے بزرگ یا اولیاء اللہ کسی کو بیٹا نہیں دے سکتے ؟ مگر دوسری قراءت لانے سے باطل عقیدہ لوگوں کا رد ہو گیا کہ اولاد کا عطا کیا جانا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔

③ کچھ اختلافات لانے کا مقصد صرف اعجازِ قرآنی کو واضح کرنا ہے۔

گویا کہ لغات مختلفہ نزول کے ساتھ ساتھ دیگر کئی طرح کے اختلافات کا مقصدِ نزول اضافی فوائد کا حامل ہے۔

(والحمد لله على ذلك)

ہر کلمہ میں سات وجوہ۔ایک اِشکال

کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی لگ گئی ہے کہ شاید ہر کلمہ میں سات وجوہ ہوتی ہیں یاد رہے کہ سبعة أحرف کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہر کلمہ سات طرح پڑھا جاتا ہے اگر سبعہ کی تشریح وتوضیح جو ہم بیان کر چکے ہیں اس کو سامنے رکھا جائے تو سبعة أحرف کی وضاحت میں اشکال پیدا نہیں ہو سکتا۔اس سلسلہ میں امام ابو عبید قاسم بن سلام کبار تابعی کا قول ان شاء اللہ کافی ہے۔فرماتے ہیں:

”وليس معنى تلك السبعة أن يكون في حرفٍ واحدٍ يقرأ على سبعة أحرفٍ ، هذا شيءٌ غيرُ موجودٍ لكنه عندنا أنه نزل على سبع لغات متفرقةٌ في جميع القرآن من لغات العرب“

''سبعة أحرف کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سات وجوہ ایک کلمہ میں پائی جاتی ہیں بلکہ وہ سات لغات متفرق طور پر پورے قرآن میں موجود ہیں اور یہ سات لغات عرب کی لغات سے ہیں۔'' [فضائل القرآن:۳۳۹]

لہٰذا اگر کوئی اس کا دعویدار ہے تو وہ غلطی پر ہے اس کے پاس اس کی ادنی سی دلیل بھی نہیں۔

ہمارے ہاں سبعة أحرف کا کُل موجود ہے یا بعض؟

قرآن مجید کے آغاز سے انتہاء تک مختلف احکامات نازل ہوتے رہے اور کچھ منسوخ کئے جاتے رہے اسی طرح عرضۂ اخیر میں غیر فصیح وجوہ کو منسوخ کیا گیا اور صرف فصیح وجوہ کو باقی رکھا گیا۔جیسے کچھ قبائل حَتّٰی کو عَتّٰی اور تَعْلَمُوْنَ کو تِعْلَمُوْنَ پڑھتے تھے۔

مزید وضاحت

سبعة أحرف کا کل موجود یا بعض اس بارہ میں علماء دو حصوں میں تقسیم ہیں۔بعض کا کہنا ہے کہ سبعہ احرف کا کل موجود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سبعہ احرف کا کل موجود نہیں بلکہ بعض ہے۔

ان دونوں باتوں میں بظاہر تضاد وتناقض کی شکل نظر آرہی ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں۔اس بات کو اگر اسی طرح سمجھ لیا جائے تو تضاد اور اشکال حل ہو جاتا ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبعہ اوجہ یا سبعہ لغات یا سبعہ قراءات ہیں تو کوئی شک نہیں کہ یہ سبعہ لغات یا اوجہ یا قراءات اب بھی ساتوں کی ساتوں قرآن میں موجود ہیں۔البتہ ساتوں انواع میں سے ہر نوع کے تحت واقع ہونے والا جمیع اختلاف اس وقت موجود نہیں، وجہ واضح ہے کہ بہت سارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکا ہے۔اس لحاظ سے سبعہ احرف کا بعض موجود ہے۔

چنانچہ ایک لحاظ سے سبعة أحرف کل موجود ہے اور ایک لحاظ سے بعض۔

سبعہ احرف میں اصلاً سات طرح کا تغیر فی الکلمات مراد ہے یہ اصل اب بھی ساتوں شکلوں میں موجود ہے۔البتہ ہر وجہ نوع کے تحت آنے والا مکمل اختلاف اب معمول بہا نہیں ہے۔

کیا اِجازت نبوی کے بغیر صحابہ قرآن میں لغات استعمال کرتے تھے؟

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب اہل عرب کو ان کی لغات پر قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی تو ہر وہ شخص جو قرآن پڑھتا اپنی مرضی سے جس طرح چاہتا وہ تلفظ اور ادا اختیار کر لیتا۔

وضاحت

اس بات میں عموم نہیں تھا۔بلکہ جید صحابہ کرام حتی کہ تمام قبائل کے لوگ تلفظ میں اتنا اختیار رکھتے تھے جتنا نبیﷺ نے ان کو دیا ہوتا اور نبیﷺ بھی اتنا اختیار رکھتے تھے جتنا اللہ نے ان کو دیا تھا آگے چل کر ان شاء اللہ اس پر بھی بحث کریں گے کہ قراءات میں اختیارات صرف اللہ کی طرف ہوتے تھے آپﷺ اپنی مرضی سے کوئی ردوبدل نہ کر سکتے تھے اس بات پر چند عبارتیں اور اقوال پیش کیے جاتے ہیں تاکہ مسئلہ کھل کر واضح ہو سکے۔

① مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اہل عرب کو اجازت اس بات کی دی گئی کہ جو اختلاف قراءات نبیﷺ سے ثابت ہے وہی پڑھا جائے،اس میں عموم نہیں تھا، یہ تغیر وتبدل ہر کسی کے لئے نہ تھا بلکہ اس کے لئے تھا جس کو نبیﷺ نے اجازت بخشی تھی،اسی پر اکثر ائمہ سلف وخلف ہیں۔ [تحفة الأحوذي:۱/۵۵۱]

② علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے:

سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کسی لفظ کا مرادف نبیﷺ سے سیکھا ہوتا تو اس لفظ کی جگہ استعمال کر لیتے تھے،تو ظاہر بات یہ ہے کہ ان دونوں نے نبیﷺ سے سنا کہ آپ کسی لفظ کی جگہ اس کا فلاں مرادف استعمال کرتے ہیں۔یہی وہ متنوع اور معروف اختلافات ہیں جنہیں قراءات کہا جاتا ہے۔اور یہی بات ارباب اہل الشان کے ہاں مشہور ہے۔[عون المعبود:۱/۵۵۱]

قراءات کے نزول کی ابتداء مکہ میں ہوئی یا مدینہ میں؟

مناسب ہے کہ اس تفصیل میں جانے سے پہلے چند ایک باتیں شیخ الدکتور محمد سالم محیسن رحمہ اللہ کی کتاب 'رحاب فی القرآن الکریم' سے نقل کی جائیں۔

الدکتور محمد سالم محیسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ قراءات کا نزول مکہ میں شروع ہوا یا مدینہ میں اس کے متعلق اہل علم کے دو اقوال ہیں:

قول اوّل: قراءات مکہ میں نازل ہوئیں اس کے بارے میں متعدد شواہد اور قرآئن موجود ہیں۔

قول ثانی: قراءات مدینہ میں نازل ہوئیں۔اس موقف کو اختیار کرنے والوں نے مخاصمات صحابہ کے واقعات کو بنیاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا کر یہ بات کہی ہے۔

تعقیب وترجیح

میں سمجھتا ہوں پہلا موقف زیادہ واضح ہے کہ قراءات کا نزول مکہ میں ہوا یہ قول راجح ہے اور اسی پر قلب مطمئن ہوتا ہے۔اور اس پر کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا ہے۔

رہی دوسرے موقف کی بات تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے یہ قول مرجوح ہے۔اعتراض یہ ہے کہ ۸۳ سے زیادہ سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ سبعة أحرف کے مطابق نازل ہوئیں، کیونکہ کسی قوی سند تو کیا ضعیف سے بھی ان سورتوں کے دوبارہ مدینہ میں نازل ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔پس ان مکی سورتوں کا دوبارہ نازل نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ قراءات مکہ میں نازل ہوئیں۔

[رحاب فی القرآن الکریم:۲۲۲،۲۲۴]

شیخ محمد سالم رحمہ اللہ کا موقف کا درست معلوم ہوتا ہے کہ قراءات کے نزول کی ابتدا مکہ میں ہو چکی تھی اب ہم اس پر مزید کچھ قرائن وشواہد پیش کرتے ہیں۔

دلیل اوّل

جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے آسانئ امت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور یہ دعا کوئی ایک موقع یا ایک وقت میں نہیں کی بلکہ متعدد بار کی ہے اور مواقع بھی مختلف معلوم ہو رہے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے اس بارہ میں جو روایات ہم تک پہنچی ہیں وہ مختلف الالفاظ ہیں۔اور روایت کرنے والے صحابہ بھی الگ الگ ہیں۔اس کے متعلقہ روایات میں سے صرف ایک روایت پر ہم بحث کریں گے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت جو ''مسلم'' میں ہے کہ نبی ﷺ اضاءۃ بنی غفار کے قریب جبرائیل علیہ السلام سے ملے تو آپ نے آسانی امت کی سفارش کی......إلی آخرہ

إضاءۃ بنی غفار کس جگہ کو کہتے ہیں؟ پہلے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

مؤرخین اور علماء دو حصوں میں تقسیم ہیں:

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ جگہ مدینہ کے قریب ہے جیسے طبرانی رحمہ اللہ اور ابن احجر رحمہ اللہ وغیرہ اور کئی دیگر علماء کا قول ہے کہ یہ جگہ مکہ کے قریب ہے۔

① محقق تاریخ دمشق ''علی شیری'' نے لکھا ہے کہ اضاءۃ بنی غفار مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

[تاریخ دمشق:۲۴۲/۴۷]

② اضاءۃ بنی غفار موضع قرب مکة[خلاصة الوفا باخبار دار المصطفی:۳۰۳/۱]

''اضاءۃ بنی غفار مکہ کے قریب ایک جگہ ہے۔''

اب ہم اضاءۃ بنی غفار کے اردگرد جگہوں کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ واضح ہو کہ اضاءۃ بنی غفار مکہ کے قریب ہے یا مدینہ کے؟

① إضاءۃ فوق سرف[معجم البلدان:۲۲۶/۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اضاءۃ سرف کے اوپر جگہ کا نام ہے۔''

گویا کہ سرف اور اضاءۃ قریب قریب ہیں۔ اب سرف کی وضاحت چاہیے۔

② حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"سرف ، يقرب مكة ، مذكورة في الحديث"

''سرف مکہ کے قریب ہے، حدیث میں اس کا ذکر ہے۔'' [تبصرة المنتبه بتحرير المشتبه: ۱/۱۹۵]

③ سرف مکہ کے قریب جگہ کا نام ہے نبی ؐ کی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی یہیں ہوئی تھی اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ وفات پائی اور وہی دفن ہوئیں اسی جگہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ [الاعلام للزر قاني: ۷/۳۴۲]

④ محقق تاریخ دمشق علی شیری کہتے ہیں:

"التناضب عند موضع لبني غفار ، قرب سرف"

''تناضب بنی غفار اور سرف کے قریب ایک جگہ ہے۔ گویا یہ تیسری جگہ ہے جو سرف اور اضاءۃ کے قریب ہے۔''

⑤ میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا (زوجة النبي صلی اللہ علیہ وسلم) کے قبر وادی سرف اور اضاءۃ بنی غفار کے مابین یعنی (الثُنِيَّه) جگہ پر ہے۔ (مکہ کے اطراف میں) چوتھی جگہ (الثنية) ہے۔ سرف میں ان کی شادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ پس وہ سرف میں فوت اور دفن ہوئیں۔ [اخبار مكة للفاكهي: ۷/۳۷۷]

⑥ حافظ ابن کثیر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی هجرت إلى المدينة کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بیس آدمیوں کے ہمراہ ہجرت کی آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کرنے والوں کو کہا تھا کہ مقام سرف سے اضاءۃ بنی غفار کے قریب تناضب مقام پر اکٹھے ہو جاؤ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ [سيرت ابن كثير: ۲/۲۲۰]

خلاصہ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ مذکورہ اقوال میں چار جگہوں کا نام آیا ہے، یہ چار مکہ کے قریب واقع ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضاءۃ بنی غفار پر یا اس کے قریب آنا مکی زندگی میں معلوم ہوتا ہے ورنہ مدنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں تشریف لانا بالکل ثابت نہیں ہو رہا۔

⑦ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے غروب شمس کے قریب نکلے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف میں آ کر نماز پڑھی یہ موضع مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ [أخبار مكة: ۷/۳۷۸]

⑧ علامہ فاکہی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر طائف کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم إضاءة بني غفار کے قریب تشریف لائے تھے۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی امت کی خاطر قرآن کے تلفظ میں سہولت کی دعا کی تھی۔ اور نخله يمانيه میں جنات کا مسلمان ہونا مشہور واقعہ ہے۔ [أخبار مكة: ۷/۴۶۵]

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضاءۃ بنی غفار اور قرب وجوار میں تشریف لانا کئی بار ثابت ہے۔

(ا) میمونہ رضی اللہ عنہا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت کرنا۔

(ب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(ج) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں آپ ﷺ کا غروب شمس کے قریب تشریف لانا۔

(د) سفر طائف کے لئے جاتے وقت وہاں تشریف لانا۔

اگر اضاءۃ بنی غفار یا سرف نامی جگہ مدینہ کے قریب ہوتو غروب شمس سے کچھ وقت پہلے چل کر مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ کا نماز ادا کرکے عقل سے بعید چیز ہے۔لہٰذا یہ مکی زندگی کا واقع سمجھا جائے گا۔

خلاصۂ بحث یہ کہ نبی ﷺ کا مکہ کے قرب وجوار میں خصوصاً اضاءۃ بنی غفار کے قریب آنا مکی زندگی کے واقعات میں سے ہے۔انہی سفروں کے دوران آپ ﷺ کی جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ نے قراءات قرآن میں آسانی کی درخواست فرمائی۔لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ قراءات کے نزول کے ابتدا مکہ سے ہو چکی تھی۔

دلیل ثانی

آپ ﷺ نے دعا جو فرمائی تھی وہ آسانی امت کی دعا کہ نہ آسانی قریش کی۔

جو شخص مدینہ میں نزولِ قراءات کی ابتدا کا دعویدار ہے اسے چاہیے کہ واضح کرے کہ مکی زندگی میں اسلام لانے والوں کو کیا آپ ﷺ ایک ہی تلفظ پر مجبور کر کے قرآن پڑھاتے تھے جو لوگ مکی زندگی میں مکہ اور دیگر عرب علاقوں سے حاضر ہوتے تھے۔یہ سب ایک قراءت اور تلفظ کو اپنا سکتے تھے تو بعد میں ہونے والے مسلمان بھی سیکھ سکتے تھے دوسرے لفظوں میں یہ کہیں گے کہ پھر آسانی اُمت کی دعا کرنے کا معنی اور مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

یہاں وضاحت کرتے چلیں کہ امت میں عجمی اور عربی سب شامل ہیں۔قراءت قرآن جہاں عرب کا مسئلہ تھا بعینہ عجم کا بھی، کیونکہ قراءات پڑھاتے وقت یہ بات تجربات میں آئی ہے کہ بعض طلبہ کو اختلاف قراءات پر زبان سیدھی کرنے کے لئے کافی محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے خصوصاً تسہیل، تقلیل، بعض جگہ نقلِ حرکت وغیرہ میں مسائل ہیں۔

مکی زندگی میں مکہ باہر سے آنے والے حضرات کے نام جو مسلمان ہوئے مورخین اور سیرت نگاروں لکھے ہیں۔چنانچہ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حماد ازدی، یمن کے باشندے اسعد بن ضرارہ قبیلہ ازد شنوءۃ یثرب سے، عوف بن حارث (بنی نجار) رافع بن مالک (بنی زریق)، عتبہ بن عامر بن حدیرہ (بنی سلمہ) عقبہ بن عامر (بنی حرام بن کعب)، حارث بن عبداللہ بن راب (بنی عبید بن غنم) اور سوید بن صامت یہ سب مکی زندگی میں مسلمان ہوئے۔[الرحیق المختوم:۲۱۴]

مکی زندگی کے اوائل اور اواخر میں مسلمان ہونے والے بہت سے لوگ غیر قریشی تھے۔اگر وہ سب لغت واحد کے مطابق قرآن سیکھ سکتے تھے تو بعد والوں کے لئے دعا کرنے کی ضرورت نہ تھی معاذ اللہ! نبی ﷺ کی دعا کیا بے فائدہ سمجھی جائے گی؟ مزید لکھتے ہیں:

ایک بات کی اور وضاحت کرتے چلیں کہ سبعہ احرف کا نزول بتدریج ہوتا رہا ہے۔شروع شروع میں ایک قراءات پھر دو پھر تین پھر چار اور آخر میں سات قراءات تک اجازت مل گئی۔تفصیل کے لئے دیکھیے مضمون کے شروع میں حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ سنۂ نبوت میں مدینہ کا معلم بنا کر بھیجا، چونکہ یثرب سے ۱۲ آدمی اسلام قبول کرنے کے لئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ان کے ساتھ بھیج دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسعد بن ضرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرے، مدینے والے آپ کو (المقری) 'پڑھانے والا' کہا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ اہل یثرب کو قرآن پڑھایا کرنا۔[تاریخ طبری:۱۱۶/۱]

نوٹ: اسلام میں سب سے پہلے (المقری) کا لفظ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے لئے بولا گیا۔

وضاحت

قبائل مکہ اور مدینہ میں لغت عرب کا کافی اختلاف تھا۔ اگر مصعب رضی اللہ عنہ ان کو قریشی لغت پڑھاتے تو ان پر گراں گذرتا بلکہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ان لوگوں کو مصعب رضی اللہ عنہ انہیں کی لغت پر قرآن پڑھاتے تھے۔ کیا ایسے شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم استاد بنا کر بھیجیں گے جو سامعین کو اپنی گفتگو ہی نہ سمجھا سکے اور قبول اسلام کے لئے آئے لوگوں پر تلفظ کے معاملہ میں مشقت ڈال دے۔ بلکہ ان لوگوں کو انہی کی لغت پر قرآن پڑھایا جاتا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کا دل قرآن اور اسلام کی طرف مائل ہو سکے اور انہیں دین سیکھنا اور سمجھنا آسان لگے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قراءات کو جلانا اور مصاحف عثمانیہ پر ایک بحث

مستشرقین اور منکرین قراءات وحدیث نے اس مسئلے کو ہمیشہ توڑ مروڑ کے پیش کیا یہ لوگ یا تو اہل تشیع کی روش پر کاربند ہیں یا محض ہٹ دھرمی کی بنیاد پر کتمان حق کر رہے ہیں۔

جس طرح شیعہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا بعینہ منکرین حدیث وقراءات نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہت بڑا الزام لگایا کہ انہوں نے قراءات متواترہ اور وحی الٰہی کو جلا دیا تھا اور بعض نے غلط فہمی کے بنا پر یہ کہہ دیا کہ انہوں نے صرف لغت قریش کو باقی رکھا باقی لغات کو جلا دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فن قراءات نہایت دقیق مسائل کا حامل ہے اسی طرح اس کے متعلقہ جو معلومات واقوال ملتے ہیں انہیں بھی فراخ دلی کے ساتھ واضح کرنا ہو گا نہ کہ حق کو دبانے کے لئے کے بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ لہٰذا اس بحث میں دو اقوال پر بحث کی جائے گی ایک یہ کہ انہوں نے تمام قراءات کو ختم دیا دوسرا یہ کہ انہوں نے علاوہ لغت قریش کے باقی سب کو جلا دیا تھا۔ (طحاوی ودیگر رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے)

بحث:

مستشرقین کے اعتراضات پر بھی کئی طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں کیونکہ ان کی بات نہایت کمزور اور دلائل غیر واضح ہیں۔

مصاحف عثمانیہ میں اختیار کیا جانے والا رسم الخط بذات خود اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس الزام سے بری ہیں۔ اسی طرح جلیل القدر صحابہ کی وہ کمیٹی جنہوں نے قرآن مجید کی کتابت خلافت کے حکم پر مکمل کی وہ بھی اس سے بری ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو قرآن مجید لکھوائے تھے ان کو اعراب ونقاط اور دیگر علامات وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل خالی رکھا، کیونکہ ان چیزوں کے استعمال سے کلمات کا تلفظ مقید ہو جاتا تھا یہ قرآن چونکہ متفق علیہ تھے اس لیے جو اعراب ان پر لگا دیا جاتا وہ صحیح سمجھا جاتا تھا اور باقی اختلافات قراءات کا سراسر انکار ہوتا تھا۔

چنانچہ رسم قرآن پر قلم اٹھانے والی ہستیوں نے اس مسئلہ پر اپنی کتابوں میں وضاحت فرمائی ہے۔صحابہ کرام کے قلم اللہ کے حکم سے اس طرح چلے کہ ایسا رسم الخط تیار ہوا جس سے قراءات کے تمام منقول اختلافات اَخذ ہو سکتے تھے لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محافظ سبعہ قراءات ہوئے۔ اسی طرح زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ بھی قرآن مجید کے محافظ ہیں۔

باقی رہی دوسری بات کہ صرف لغت قریش کو باقی رکھا گیا اس کی بھی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ ہماری قراءات وروایات میں اِمالہ وتسہیل اور دیگر کئی طرح کے اختلافات بلا شبہ لغت قریش نہیں ہیں بلکہ دیگر قبائل مثلا اہل نجد اسد، تمیم، قیس، وغیرہ کے لغت ہیں۔ یہ اب تک موجود کیوں ہیں؟ دنیا کے تمام ممالک میں ناقلین قراءات اس پر کیوں عمل پیرا ہیں؟ جس ہستی مقدس نے حفاظت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنی کتاب کی حفاظت سے عاجز آ گیا؟ معاذ اللہ

کچھ لوگوں کو صحیح بخاری کی روایت سے غلط فہمی ہوگئی جس کا پس منظر ''إذا اختلفتم أنتم وزید بن ثابت فاكتبوه بلغة قريش '' ابن حجر بیان کرتے ہیں:

کہ التابوت کی تا میں اختلاف ہوا کہ اس گول ۃ سے لکھا جائے یا لمبی تا سے۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جب مسئلہ رکھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو قریش کے لغت پر لکھو۔ انہوں نے لغت قریش پر کتابت کا حکم دیا تھا نہ یہ کہ باقی لغات کو ختم کر کے قریش کی لغت کو باقی رکھنے کا گویا کہ انداز تحریر اس طرح کا اختیار کیا گیا کہ ایک ہی طرح کے رسم سے تمام ناقلین اپنے اَساتذہ سے ثابت اور منقول اختلافات کو نکال لیں۔ تا کہ اُمت فتنے میں نہ پڑے اور سبعہ احرف کا محفوظ و مامون رہیں۔

منکرین کا اعتراض قرآن کے خلاف

قرآن یہ کہتا ہے کہ وحی کو منسوخ کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے نہ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اختیار میں۔ چنانچہ ان کا موقف قرآن کے سراسر خلاف ہے۔ ہم قرآن آیات کی روشنی میں نسخ وحی کے مسئلہ پر وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

نسخ وحی صرف اللہ کے اختیار میں

دلیل اوّل:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَا نَنسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا﴾ [البقرة:١٠٦]

''جو بھی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کی مثل لے آتے ہیں۔''

اس آیت میں نسخ وحی کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ثانی

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ ...... عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾[یونس:۱۵]

''اور جب ان پر ہی ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہ (اے نبی ﷺ) اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اس میں رد و بدل کردو۔ فرما دیجئے میرے لائق نہیں کہ میں اسے اپنے پاس سے بدل دوں میں تو وحی کا پیروکار ہوں اگر میں نے نافرمانی کی تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

وضاحت

وحی میں تبدیلی یا کسی کلمے یا آیت کا بدلنا نبی ﷺ کے اختیار میں نہیں ہے۔

دلیل ثالث

تیسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ. فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾[الحاقة:۴۴۔۴۷]

''اگر نبی ﷺ ہماری طرف من گھڑت باتیں کہتے ہیں (یا منسوب کرتے) تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ہم ان کی شہ رگ بھی کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔''

آیات کا مفہوم آسانی سے واضح ہے اگر عثمان رضی اللہ عنہ نے کثیر تعداد میں متواتر قراءات کو جلا دیا اور کسی صحابی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ بلکہ اس الزام سے نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ جو اس وقت موجود تھے سب کی شخصیت مجروح قرار پائے گی۔ (العیاذ باللہ)

دفاع سبعہ احرف اور دفاع عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کی شاندار تقریر

امام ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴ھ تا ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت میں خلیفہ بنے جب تمام جزیرۃ العرب مسلمانوں، قرآنوں، مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا اسی طرح تمام مصر، کوفہ بصرہ وغیرہ میں اتنے قاریان قرآن تھے کہ ان کا شمار سوائے اللہ رب العزت کے کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صرف ایک قراءت پر جمع کیا تو یہ باطل ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کام پر قادر نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ ہاں انہوں نے متفق ہوکر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک قرآن بھیج دیا کہ اگر وہم کرنے والا وہم کرے یا بدلنے والا بدلنے کی کوشش کرے تو متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کرلیا جائے۔ اور یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف مٹا دیئے تو ایسا کہنے والا جھوٹا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ساعت اسلام میں نہ رہتے اور اسلام سے خارج ہو جاتے یہ ساتوں حروف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں۔ مشہور و منقول اور ماثور قراءتوں میں محفوظ و ثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین

[الملل والنحل:۲۱۸، ۲۱۹، مترجم: مطبوعه المیزان]

ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ وہ ساتوں حروف اب بھی موجود ہیں، سے مراد یہ ہے کہ عرضۂ اخیرہ میں جو باقی رکھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے وہ اب موجود ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہہ سکتے تھے کہ ہمیں آپ کی ثقاہت، عدالت، امامت اور جلالت علمی پر پورا اعتماد ہے، لہٰذا آپ چند قرآن لکھ کر دیں، لیکن انہوں نے نہایت احتیاط سے کام کیا اور کئی ایک صحابہ (۱۲ صحابہ) کو آپ کا معاون مقرر کر دیا۔ لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کہ سبعہ احرف کو ختم کرنا بہتان عظیم ہے۔ بالفرض اگر یہ کام انہوں نے کیا تھا تو آخر کس نے انہیں یہ اجازت دی؟ اللہ نے یا اس کے رسول نے؟ کہ وہ قراءات جو بحکم الٰہی نازل ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور دعا کا نتیجہ تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو پڑھائیں کہ ان کو جلا دیا جائے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا مصاحف جلانا

اس میں کوئی شک نہیں کہ متفق علیہ قرآن مجید کہ جن کی تعداد چھ یا سات یا آٹھ تھی۔ ان کی کتابت مکمل ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے باقی تمام قرآنوں کو ایک جگہ جمع کیا اور جلا دیا۔

میرے خیال میں مستشرقین یہیں سے بے مقصد دلیل اخذ کرتے ہیں کہ انہوں نے سبعۃ احرف کو جلا دیا تھا۔ یاد رہے کہ ان جلائے گئے قرآنوں میں جہاں فصیح وجوہ درج تھیں وہیں غیر فصیح منسوخ کلمات اور منسوخ آیات اسی طرح تفسیری کلمات تفسیری جملے بھی تھے۔ ان کو جلا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت اچھا کام کیا تا کہ آئندہ کوئی ان قرآنوں سے تفسیری جملوں کو غیر فصیح اور منسوخ کلمات اور آیات کو قراءات کا حصہ سمجھ کر روایت نہ کرے۔

کیونکہ آرمینیا کے محاذ پر جاری جنگ کے دوران جو قراءات میں اختلاف ہوا تھا اس کا سبب یہ ساری چیزیں تھیں، اسی اختلاف کو سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ لے کر بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسئلہ کا حل نکالنے کی گذارش کی۔

نوٹ: جو آیات منسوخ تھیں، یا غیر فصیح وجوہ عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکی تھیں اور کئی صحابہ کو ان کا علم نہ ہو سکا یہ منسوخ اشیاء بلاشبہ عرضۂ اخیرہ سے پہلے سبعة أحرف کا حصہ تھیں۔

یہاں سے مستشرقین نے محسن اُمت و جامع القرآن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو مشکوک قرار دینے کے لئے رافضی فتنہ کا ساتھ دیا۔ اور کہا کہ انہوں نے سبعۃ احرف جلا دیئے تھے، لیکن مستشرقین نے جان بوجھ کر اُمت کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی اگر وہ کہتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سبعہ احرف جلائے جو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تو میرا خیال ہے کہ پھر کسی قسم کا اشکال اور تردد باقی نہ رہتا۔

خلاصۂ بحث

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سبعۃ احرف جلائے وہ عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تھے۔ البتہ جن قراءات، لغات یا وجوہ کی منشاء الٰہی نے باقی رکھا وہ اُس زمانے سے لے کر آج تک محفوظ و مامون ہے۔ اور ان پر ہمیشہ خالق کائنات کی حفاظت رہے گی۔ قرآن مجید کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اس میں کسی آیت کو اگر بدلنے کی کبھی بھی ناکام کوشش ہوئی تو ایسا کرنے والے کو ہمیشہ ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ متن میں تبدیلی کرنے والے تو کیا اس کے غلط مطالب و معانی نکالنے والے ذلیل و رسوا ہو گئے اگر امت کے کثیر تعداد میں قراءات نقل کرنے والے افراد غلط بات پر قائم ہوتے تو کب سے ان کی شکلیں مسخ ہو چکی ہوتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں کے بے تکے اعتراضات اور انکار قراءت پر تعجب ہوتا ہے کہ ان قراءات متواترہ کے علاوہ کئی قراءات کو اکثر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں درج کیا ہے۔جلیل القدر محدثین نے بھی اپنی کتب میں بعض کئی ایک کلمات کو درج کرتے، پڑھتے پڑھاتے اور ان قراءات کو تحریری شکل میں زینت قرطاس بناتے تو کیا اصول ہے کہ ان کی تحریر تو جائز،لیکن ان کے ساتھ تلاوت کرنا اور پڑھنا پڑھانا ناجائز؟

دوسرا یہ کہ جن حضرات نے قراءات کی حفاظت میں عمر گذار دی ان قراءات کا استعمال کر کے تفسیری اشکالات حل کرتے رہے کیا ان کے لئے کچھ اجر وثواب کی اُمید بھی رکھنی چاہیے؟ان لوگوں کا کیا بنے گا؟ آج بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں مختلف قراءات پر عمل ہو رہا ہے۔مثلاً ملک مصر میں روایت ورش اور حفص عام ہے اور ان روایتوں میں قرآن بھی موجود ہیں اسی طرح روایت قالون، دوری بصری وغیرہ میں قرآن مجید چھپے ہوئے ہیں (راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہیں۔الحمد للہ اور سوڈان، ایتھوپیا وغیرہ میں امام دوری بصری کی روایت عام پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔تیونس میں روایت قالون عام ہے۔ جیسے ہمارے ہاں بعض لوگ سوائے روایت حفص کے باقی روایات سے ناواقف ہیں اسی طرح وہاں پر بھی عامۃ الناس ہمارے ہاں عام ہونے والی روایت حفص سے ناواقف ہیں وہ اپنی نمازوں میں بھی پڑھتے ہیں کون فتوی دے سکتا ہے کہ یہ تمام لوگ ثواب سے خالی ہیں؟ اور ان کی نمازیں بھی ضائع ہو رہی ہیں کسی شخص نے اگر کوئی علم پڑھا نہیں یا اس کے رموز واسراء سے بالکل ناواقف ہے تو اس کے نہ ماننے سے علم کی حقانیت اور وجود کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔(اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے)

مصاحف عثمانیہ کے ساتھ اساتذہ کا بھیجا جانا

علامہ خلف الحسینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شہروں میں بھیجا،لیکن اس سے کام ختم نہیں ہوا

اس مصحف کو اس زمانے کے رسم الخط کے مطابق بغیر نقطوں اور اعراب کے لکھا گیا ان نسخوں کا اس حالت پر پڑھنا صرف پڑھے لکھے لوگوں کے بس میں تھا اور عوام کو پڑھانے کے لئے ذہین استادوں کی ضرورت تھی۔اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ہر نسخے کے ساتھ ایک متبحر اور موثق حافظ اور جید قاری کو بھی بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو قراءت کی تعلیم،مطالب کے فہم اور اس کے اَحکامات پر عمل کرنے کی تعلیم دے سکے۔روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینہ کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو قرآن کے ساتھ مکہ میں، مغیرہ بن شہاب مخزومی رضی اللہ عنہ کو شام میں، ابوعبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ تابعی کو مصحف کے ساتھ کوفہ میں اور عامر بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کو قرآن کے ساتھ بصرہ میں بھیجا ان لوگوں نے قرآن مجید جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا یا ان کے اصحاب سے حاصل کیا ویسا ہی اس خطے کے لوگوں کو سکھایا اور بعد میں تابعین نے ان سے حاصل کیا اسی لیے قراءتِ قرآن کو عام طور پر ان سے نسبت دی جاتی ہے۔بعض نے کہا کہ آپ نے ایک مصحف بحرین اور یمن میں بھیجا لیکن ان مصاحف کے ساتھ کن اساتذہ کو بھیجا اس کا تذکرہ نہیں مل رہا۔

[دلیل الحیران:۴۳،وتاریخ المصحف:۶۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبعۃ احرف میں حکمتیں اور فوائد

❶ اُمت محمدیہ کے لئے تلفظ میں سہولت وتخفیف

سبعۃ احرف پر قرآن مجید کا نزول حکمتوں اور فوائد سے بھرا ہوا ہے چند ایک کی وضاحت یہاں پر کی جارہی ہے۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ امت کی آسانی۔ یہ نبی کی حد درجہ خواہش تھی جس کے لیے آپ ﷺ نے متعدد بار کئی مواقع پر دعا فرمائی۔ چونکہ اہل عرب کے ہاں باہمی بول چال تلفظ وادا اور لہجات میں کافی فرق تھا اور ان میں حد درجہ کی لسانی تعصب بھی موجود تھا اگر انہیں ایک ہی لہجے کا مکلّف بنا دیا جاتا تو ان کے لئے انتہائی مشقت والا کام ہوتا وحی الٰہی نے شفقت فرماتے ہوئے ان کو اپنی لغات پر تلاوت کی اجازت دی۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر اہل عرب ایک لغت پر قرآن مجید پڑھتے تو ان پر یہ مشکل امر تھا اور اس طرح ان کو ایک حرف پر مجبور کرنا فتور کا سبب بنتا۔ [عون المعبود:۵۵۰/۱]

یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اجازت ملنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اہل عرب جس طرح چاہیں قرآن کا تلفظ اور اپنی مرضی سے اختیار کریں۔ بلکہ اجازت اس حد تک تھی جتنی وحی نے دی یہ اجازت سماع نبوی پر موقوف تھی اگر اجازت عامہ سمجھیں تو بخاری، مسلم کی یہ روایت:

خذوا القرآن من أربعة [صحیح بخاری] اقرأ القرآن من أربعة [صحیح مسلم]

”یعنی چار صحابہ (ابن مسعود، سالم مولی ابی حذیفۃ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرآن پڑھوان کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔“

ایک بات مزید یہ کہ اگر نبی ﷺ ساری زندگی اہل عرب کو قرآن کا تلفظ سکھانے میں صرف کر دیتے تو اسلام کے باقی اَحکام ومسائل ان کو کس وقت سکھاتے؟ چونکہ قرآن کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے اس لیے لوگوں کو سہولت دی گئی تاکہ ہر کوئی تلاوت قرآن کی مٹھاس سے لطف اندوز ہو سکے۔

❷ تالیف قلوب

قراءات کے نزول سے آسانی دے کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کی دلجوئی اور ان کے دلوں کو قرآن اور اسلام کی طرف مائل کرنا مقصد تھا کہیں تعصب کی بنا پر کتاب اللہ سے بے رغبت نہ ہو جائیں۔

❸ اعجاز قرآن

نزول قراءات سے قرآن کے اعجاز کو چار چاند لگ جاتے ہیں کہ باوجود کلمات میں تغیر ہونے کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں آتا، بلکہ ایک قراءت دوسری کے مفہوم کی تبیین اور خوب وضاحت کرتی ہے اس طرح ایک کتاب کئی معجزات کی حامل کہلاتی ہے ایک قراءات ایک معجزہ دوسری دوسرا معجزہ۔

کلمات قرآنیہ کی دو قسمیں ہیں:

متفق علیہ اور مختلف فیہ۔ پوری دنیا میں تمام ناقلین کے ہاں اختلافی کلمات میں ایک ہی طرح کا اختلاف ہے۔ یعنی اگر دو قراءتیں ہیں تو سب کے ہاں دو اگر کسی کلمہ میں تین یا چار ہیں تو تمام ناقلین کے ہاں اتنی ہی ہوں گی۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایک ملک میں اختلاف کچھ اور دوسرے میں کچھ یہ بھی اعجاز قرآن ہے، جیسے مٰلك اور مَلك میں پوری دنیا کے قراء کے ہاں دو قراءتیں ہیں، تیسری نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ مثل قرآن لانے کا چیلنج

جیسا کہ یہ بحث پیچھے گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سات حرفوں کی اجازت دی پھر چیلنج کیا سبعۃ احرف کا نزول نہ ہوتا تو قریش کے علاوہ سب لوگ یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ قرآن کونسا ہماری لغت پر نازل ہوا؟ پھر یہ چیلنج قریش کے لئے ہے ہمارے لیے نہیں۔ عالم الغیب نے اس اعتراض کے ہونے سے پہلے ہی قرآن میں آسانی کر دی اور دیگر لغات پر بھی قرآن نازل کر دیا۔ اے اہل عرب اب یہ آپ کی لغات پر نازل ہو چکا ہے لہٰذا اب اس کے مثل بنا کے لاؤ۔

۵ معنوی خوبیاں

قراءات کے نزول سے قرآنی آیات کے مفہوم میں بہت سی معنوی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔ ایک معنی دوسرے کی موافقت و وضاحت کر رہا ہوتا ہے۔

۶ حل الاشکالات

قراءات کے نزول سے بہت سارے مسائل میں پیدا ہونے والے اشکالات حل ہوئے کتنے ہی احکام ومسائل میں اختلاف ختم ہو گیا اور امت فتنے سے محفوظ ہوگئی۔ جیسا کہ لاھب اور لیھب کی بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

۷ دو اختلافی حکموں کا جمع ہونا

یعنی دونوں مرادفات سے دو مختلف مسئلے ثابت ہو رہے ہیں۔ جیسے یطَّهَّرْنَ (سورۃ البقرۃ) میں ایک قراءت بالتشدید ہے اور دوسری بالتخفیف (یَطْهُرْنَ)۔ تخفیف والی قراءات انقطاع کے بعد جماع کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور تشدید والی غسل یعنی اچھی طرح پاک صاف ہونے کے بعد۔

۸ ایک دوسرے کے بدل دو شرعی مسائل کا بیان

ایک کی جگہ دوسری قراءات استعمال کرنے سے دو علیحدہ علیحدہ شرعی مسئلے واضح ہوتے ہیں لیکن وہ ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔ جیسے أرْجُلَكُم إلَى الكَعْبَين اور أرْجُلِكُم إلَى الْكَعْبَيْن

۹ کثرت ثواب

بعض دفعہ ایک قراءات میں کلمہ کے حروف کی تعداد کم ہوتی ہے اور دوسری قراءات میں تعداد زیادہ ہو جاتی ہے اس سے پڑھنے والوں کے ثواب میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے ''علیهم'' پڑھنے سے ۵۰ نیکیاں ملتی اور صلہ کے ساتھ ''علیهموا'' پڑھنے سے ساٹھ نیکیاں ملتی ہیں۔

اور لفظ 'ارجه' سے چالیس نیکیاں اور دوسری قراءات (یعنی 'أرجئه' سے ۶۰ نیکیاں ملیں گی۔

۱۰ فوقیت قرآن

پچھلی کتابوں کو یہ مقام و مرتبہ اور فضیلت حاصل نہ ہوا۔ قراءات کے نزول سے قرآن مجید کی فوقیت تمام کتب پر اور زیادہ مسلم ہوگئی۔

۱۱ حفاظت قرآن

قراءات کے تنوع سے کلام الٰہی کی حفاظت مضبوط طریقے پر ہوئی، کیونکہ تمام اختلافی کلمات کی تعداد اور ان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وراد ہونے والی مختلف انواع پر مشتمل اختلاف تمام اُمت کے ہاں یکساں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص یا باطل گروہ کوئی انوکھا کلمہ قرآن میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا تو ماہرین سبعة احرف (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی برکت سے مسلمانوں کو اس فتنے سے بھی بچا لیں گے اور قرآن کی حفاظت کا ثبوت بھی پیش کر دیں گے۔

نوٹ: امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ایک باطل گروہ کو بہت عمدہ جواب دیا ہے۔

باطل گروہ

آپ مسلمان کہتے ہیں کہ تورات وانجیل میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے یہ اختلاف تو آپ کے قرآن میں بھی موجود ہے۔ (جسے قراءات کہا جاتا ہے)

امام ابن حزم رحمہ اللہ: جس کو آپ اختلاف کہتے ہیں ہم سب مسلمانوں کا اس پر بھی اتفاق ہے۔[الملل والنحل]

مطلب یہ کہ اسے صرف اختلاف کا نام دیا گیا ہے حقیقی لحاظ سے وہ بھی اتفاق ہے، کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اگر یہ غیر اللہ سے ہوتا تو پھر اس پر اعتراض کی گنجائش بالکل موجود رہتی۔

فرمان الٰہی: ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ [النساء:۸۲]

''اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ لوگ اس میں اختلاف کثیر پاتے۔''

⑫ کمال فصاحت وبلاغت کا نمونہ

قرآن مجید فصاحت وبلاغت کا شاہکار ہے اہل عرب کے کئی افراد اسی چیز کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اسی طرح سبعة احرف کے نزول سے عرب کے بڑے بڑے شعراء، ادباء اور زبان دان لوگوں کے منہ بند ہو گئے اور ان کا غرور ٹوٹ گیا کلام اللہ کے معجزے نے انہیں بے بس کر دیا۔

⑬ ناقلین قراءات کا مرتبہ

ماہرین سبعة احرف کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے سب سے زیادہ محنت کی ہوتی ہے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمان الٰہی: ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ [المزمل:۵]

''اے نبی ﷺ! جلد ہم تجھ پر بھاری کلام ڈالیں گے۔''

قرآن کو سمجھنا آسان اور متن پر زبان درست کرنا کافی محنت سے آتا ہے اس کا اندازہ آپ کسی ناظرہ کی کلاس میں بھی لگا سکتے ہیں کہ ایک استاد کسی طالب علم کو سو مرتبہ سے بھی زیادہ سبق کہلواتا ہے تب جا کر اس کی زبان درست ہوتی ہے۔ اسی طرح دن رات مشق کرنے والے اپنی زبان کو صاف رکھنے والے اور وحی کو دن رات یاد کرنے والے پڑھنے پڑھانے والوں کو بھی اللہ کبھی ضائع نہ کرے گا انہیں دنیا آخرت میں ضرور عزت سے نوازے گا۔ شرط یہ کہ اخلاص وتقوی پر قائم رہیں تو قاریان قرآن قراءات کو فن سمجھ کر نہیں پڑھتے بلکہ وحی سمجھ کر اور ہر قراءات کو قرآن سمجھ کر اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے تلاوت کرتے ہیں۔ والحمد لله على ذلك

عربی لغت کی فضیلت

ویسے تو عربی زبان کی فضیلت روایات وآثار کی روشنی میں مسلم ہے مگر قرآن کا عربی میں نازل ہونا بالخصوص مختلف لغات اور مرادفات کے ساتھ اترنا اس کی فضیلت میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ شرف دنیا کی کسی زبان کو نہیں ملا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑮ اُمت مصطفیٰ کی فضیلت

جس طرح دیگر خصوصیات کی بنا پر نبی کی امت افضل واشرف ہے اسی طرح قرآن مجید ان کے حصہ میں آیا ہے شرف مزید بڑھ گیا۔ ان کو ایسی کتاب ملی جو تلفظ میں مختلف کلمات کی حامل ہے اوران میں تضاد وتناقض کی بالکل گنجائش نہیں ہے ہر مسلمان اس وجہ سے صاحب شرف ہے اس شرف سے دوسری تمام امتیں محروم ہیں۔

صحابہ کرام میں حفاظ و ماہرین سبعۃ احرف

یوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کثرت حفاظ قراء موجود تھے مگر جن کو زیادہ شہرت ہوئی ان میں چند حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

* عبداللہ بن مسعود * زید بن ثابت * ابی بن کعب * ابو ہریرۃ * عبداللہ بن عباس
* ابوموسی اشعری * انس بن مالک * ابوبکر صدیق * عمر * عثمان
* علی بن ابی طالب * مصاور * عبارۃ * عمرو بن العاص * ابوالدرداء
* معاذ بن جبل * ابوزید * سالم بن عبید الانجعی * طلحہ
* سعد بن وقاص * عبداللہ بن السائب * عائشہ * حفصہ * ام سلمۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین

تابعین میں مشہور قراء کرام

مدنی قراء:

* مسلم بن جندب * ابوجعفر یزید بن قعقاع * سعید بن مسیّب * عروۃ بن زبیر سالم
* عمر بن عبدالعزیز * امام زہری زید بن اسلم * عطا بن یسار

مکی قراء:

* عطا بن ابی رباح * ابن کثیر مکی * طاوس * مجاہد * ابن ابی ملیکہ * عکرمۃ

بصری قراء:

* ابوالعالیۃ * حسن بصری * نصر بن عاصم اللیثی * ذکی بن یعمر عدوانی

شامی قراء:

* مغیرہ بن شہاب * خلیفہ بن سعد * امام ابن عامر شامی وغیرہ

کوفی قراء:

* علقمہ الاسود * مسروق * ابوعبدالرحمٰن سلمی
* شعبی * الاعمش * ابن جبیر * امام عاصم * ابراہیم نخعی رحمہم اللہ

قراء سبعۃ کی وجہ شہرت اوران کی قراءات کا منتخب کیا جانا

ان قراء کی قراءت کو سب سے پہلے امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کتاب السبعۃ میں جمع کیا ان حضرات کی ساری زندگی خدمت قرآن میں گزری کوئی ستر سال اور کوئی چالیس ایک ہی مسند پر فائز رہا اوران کے شاگردوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں ہے۔ یہ لوگ اہل تقوی ، پاکباز ، سچ بولنے والے، متقن ،قوی الحافظہ ہر لحاظ سے بااعتماد تھے اسی لیے جوقبول عام ان کی مرویات کو حاصل ہوا دوسروں کونہیں۔ کچھ لوگوں نے انہی قراء کی مرویات کو (انزل القرآن علی سبعۃ احرف) کا مصداق سمجھا جس کی تردید ہم اپنے مضمون کے شروع میں کر چکے ہیں۔

ابن مجاہد رحمہ اللہ نے سات مصاحف کی تعداد کے ساتھ توافق قائم کرنے کے لئے صرف سات مشہور قراء کی قراءت جمع کر دیا اور ابن مجاہد رحمہ اللہ بھی سبعۃ احرف سے سات قاری مرادنہیں لیتے تھے بلکہ کلمات میں تلفظ کا تغیر مراد لیتے تھے۔ ان کے اقران اور ناقلین قراءت نے خیال کیا کہ ان جیسی بزرگ ہستیاں تا قیامت پیدا نہ ہوں گی۔ لہٰذا اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح قراءات کا ذخیرہ ان کے نام لگ گیا اور آج تک انہی کی طرف منسوب ہے۔ اللہ رب العزت کو بھی یہ ہی منظور تھا کہ ان کی مرویات کو دوام بخشا جائے گا۔ اور اسی طرح قراءات ثلاثہ کو بھی سمجھنا چاہیے ان کی اسناد بھی ہر لحاظ سے صحیح ہیں اور انہیں بھی مقبول عام کا مرتبہ حاصل ہے۔ اب ان بزرگ ہستیوں کے متعلق ان کے اقران نے جو تعریفی کلمات کہے ہیں وہ بیان کیے جاتے ہیں مزید طوالت سے بچنے کے لئے قراء عشرہ کے مکمل حالات درج نہیں کیے جو کوئی ان کے حالات جاننے کا خواہش مند ہوتو وہ صرف ان تین کتابوں کی طرف ہی رجوع کر لےتو ان شاء اللہ اس کو قراء عشرہ کے حالات پر تفصیلی باتیں مل جائیں گی۔ کتابوں کے نام

[سیر اعلام النبلاء ،معرفة القراء الكبار، طبقات القراء]

اکابر محدثین ائمہ حدیث ائمہ رجال کا قراء سبعہ سے شرف تلمذ حاصل کرنا اور ان کی نظر میں قراء سبعہ کی عظمت ومنزلت کی ایک جھلک۔

امام نافع مدنی رحمہ اللہ: آپ نے ستر تابعین سے قران پڑھا۔

مالک بن انس رحمہ اللہ: ان کے تلمیذ عبد اللہ بن وہب فرماتے ہیں قراءة نافع سنة (نافع کی قراءت مسنون ہے۔)

لیث بن سعد رحمہ اللہ: امام اہل مصر کا قول ہے:

”حججت ثلاث عشرة ومائة وإمام الناس فی القراءة یومئذ نافع بن أبی نعیم وأدرکت أهل المدینة وهم یقولون قراءة نافع سنة“

”میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا اور اس وقت قراءات میں لوگوں کے امام حضرت نافع بن ابی نعیم رحمہ اللہ تھے اور میں نے اہل مدینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قراءة نافع سنت ہے۔“

ابن ابی اویس رحمہ اللہ: کہتے ہیں مجھ سے امام مالک نے فرمایا:

”قرأت علی نافع“ میں نے نافع سے قرآن پڑھا۔

امام عبد اللہ بن کثیر مکی رحمہ اللہ: موصوف نے امام مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ تابعین سے قرآن پڑھا بقول بعض عبد اللہ بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ صحابی سے بھی پڑھا ہے جلالت قدر کے باوصف ائمہ اہل بصرہ کی ایک جماعت نے موصوف سے قرآن پڑھا ہے مثلاً ابوعمرو بن العلاء، عیسی بن عمر، خلیل بن احمد، حماد بن ابی سلمۃ، ابن زید رحمہم اللہ صحیحین میں آپ کی حدیث کی تخریج کی گئی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت نقل کی ہے اور اس کی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن کثیر رحمہ اللہ شاگرد اسماعیل بن قسطنطین رحمہ اللہ قاری اہل مکہ سے قرآن پڑھا اور فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قراء تنا قراء ۃ عبد اللہ ابن کثیر وعلیھا وجدت أھل مکۃ من أراد التمام فلیقرأ لا بن کثیر"
''ہماری قراءت قراءۃ عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ ہے اہل مکہ کو میں نے اس قراءات پر کاربند پایا جو شخص قراءۃ کاملہ کا خواہاں ہے وہ قراءۃ ابن کثیر پڑھے۔''

امام ابن عمرو بن العلاء بصری رحمہ اللہ: آپ نے اہل حجاز وعراق کے اجلہ تابعین کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا مثلاً مجاہد، عکرمۃ، سعید بن جبیر، یحییٰ بن یعمر، ابو العالیہ رحمہم اللہ۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر قراءاتیں مختلف ہوگئیں ہیں آپ مجھے کس قاری کی قراءت کے پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا قراءۃ ابی عمرو بن العلاء البصری پڑھا کرو۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أبی عمرو أحب القراء ات إلیّ ھی قراءۃ قریش وقراءۃ الفصحاء"
''قراءۃ ابی عمرو مجھے سب قراءتوں سے زیادہ پسند ہے کہ یہ قراءۃ قریش اور قراءۃ فصحاء ہے۔''

امام عبد اللہ بن عامر دمشقی رحمہ اللہ: آپ قراء سبعہ میں سے سب سے زیادہ قدیم العمر اور عالی السند ہیں صحابہ کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا ہے حتی کہ بقول بعض حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ میں سے معاویہ رضی اللہ عنہ، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ ہی ان کے قائم ومقام اور جانشین بنے اہل شام نے آپ کو بالاتفاق 'امام القراء' تسلیم کیا، صحیح مسلم میں آپ کی حدیث تخریج موجود ہے آپ کے بالواسطہ شاگردوں میں حضرت ہشام بن عمار رحمہ اللہ بھی ہیں جو حضرت امام ابوعبد اللہ البخاری رحمہ اللہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

امام عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ: آپ نے ابوعبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ اور زِر بن حبیش رحمہ اللہ سے قرآن پڑھا ہے جو حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے تلامذہ میں سے ہیں حضرت ابوعبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد عاصم رحمہ اللہ ہی ان کے قائم مقام امام القراء قرار پائے۔ حضرت سلمی رحمہ اللہ سے عاصم رحمہ اللہ نے ۱۰۰ھ سے قبل قرآن وحدیث دونوں کو حاصل کیا۔ آپ کے معاصرین اجلہ ائمہ حدیث وغیرہم کے یہاں آپ کی قراءات جلیلہ خطیرہ مختارہ تھی۔ چنانچہ حضرت صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کو کون سی قراءات زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا قراءۃ نافع! میں نے کہا اگر کسی کو یہ قراءات میسر نہ ہو تو پھر کون سی؟ فرمایا قراءۃ عاصم! احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہی کا قول ہے، أھل الکوفۃ یختارون قراء تہ وأنا اختارھا، اہل کوفہ قراءۃ عاصم کو پسند کرتے ہیں میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔

امام حمزہ بن حبیب زیات کوفی رحمہ اللہ: آپ رجال صحیح مسلم میں سے ہیں ائمہ اہل کوفہ کی ایک جماعت سفیان ثوری، شریک بن عبد اللہ، شعیب بن حرب، علی بن صالح، جریر بن عبد الحمید اور وکیع رحمہم اللہ وغیرہم نے آپ سے قرآن پڑھا ہے اور آپ کے زہد وورع کی بہت تعریف فرمائی ہے حضرت جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن میں امام حمزہ رحمہ اللہ کا میرے پاس سے گذر ہوا میں نے پینے کے لئے پانی پیش کیا تو انکار فرمایا کیوں کہ میں آپ سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔

امام علی بن حمزہ کسائی کوفی رحمہ اللہ: آپ نحاتِ کوفہ کے امام ہیں، قراء اور غیر قراء سبھی حضرات نے آپ سے کسب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیض کیا ہے۔ امام حمزہ رحمہ اللہ کے بعد قراءت کی سرداری آپ ہی پر منتہی ہوتی تھی، ہارون الرشید رحمہ اللہ کے یہاں آپ کو بڑی قدر ومنزلت حاصل تھی ،مستفیدین کا اتنا ازدہام ہوتا کہ آپ کی قراءت سن سن کر ہی وہ حضرت سے اختلافات قراءت اخذ کرتے اور اپنے مصاحف میں نقطے لگاتے جاتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''من أراد یتبحر فی النحو فھو عیال علی الکسائی''

''جو شخص علم نحو پر عبور حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کسائی کا دست نگر ہے۔''

اسماعیل بن جعفر مدنی رحمہ اللہ (جو امام نافع کے کبار تلامذہ میں سے ہیں) فرماتے ہیں:

"ما رأیت اقرأ کتاب اللہ من الکسائی"

''میں نے کتاب اللہ کا کسائی سے بڑھ کر کوئی قاری نہیں دیکھا۔''

وفات کے بعد کسی نے امام کسائی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ما فعل اللہ بك (اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا) ؟فرمایا غفرلی ورحمنی ربی بالقرآن (قرآن کریم کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحمت فرمائی) اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا صلہ دیا؟ فرمایا: جنت! اس نے پوچھا امام حمزہ زیات رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا وہ ہم سے اوپر کے درجے میں ہیں، ہم انہیں چمکدار ستارے کی مانند دیکھتے ہیں ۔ایک روایت میں ہے کہ امام کسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میری پیشی ہوئی، فرمایا کہ کیا تم علی بن حمزہ کسائی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! فرمایا قرآن پڑھو، میں نے سورۃ الصافات کے شروع سے 'ثاقب' تک پڑھا، فرمایا: کسائی! میں قیامت کے روز تمہارے ذریعہ اُمتوں پر فخر کروں گا۔

[ملخّصاً من مقدمة إبراز المعانی لابی شامة المقدسی]

اب کیا خیال ہے کہ محدثین وائمہ رجال واکابر حدیث کا تعلق قراء سبعہ کے ساتوں اسکولوں سے ہوا یا نہ ہوا؟ ان حضرت نے ان اسکولوں سے کسی اسکول میں قرآن پڑھا یا نہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ